© rasailojaraid.com

کشمیر بزور شمشیر۔ قسط: 18

تاریخ جموں وکشمیر

ابو محمد عبدالوہاب خان

18-6-78 جنرل ضیاء الحقؒ نے پاکستان کو چین سے ملانے والی ''شاہراہ قراقرم'' کا افتتاح کیا۔

24-6-78 کشمیر کے محاذ پر پاک بھارت افواج کی جھڑپ ہوئی۔

30-9-78 بھارتی طیارہ اغوا کر کے پاکستان لانے والے 6 کشمیریوں کو ایک ایک ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔

30-10-78 آزاد کشمیر کے صدر سردار ابراہیم سبکدوش ہوئے۔ بریگیڈیئر محمد حیات کو صدر مقرر کیا گیا۔

3-1-79 قیوم لیگ کو بحال کر دیا گیا۔

7-1-79 سکھوں کے مذہبی مقامات کا مکمل تحفظ کیا جائے۔ (جنرل ضیاء الحق)

20-2-79 آزاد کشمیر میں بھی ''اسلامی قوانین'' نافذ کر دیے گئے۔

24-4-79 بھارت میں 30 فوجی آفیسر پاکستان کے لیے جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہوئے۔

6-9-79 مسئلہ کشمیر عالمی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ ہوانا کانفرنس میں ضیاءؒ کی تقریر

15-11-79 مسئلہ کشمیر حل کیے بغیر پاکستان اور بھارت میں حقیقی دوستی قائم نہیں ہو سکتی۔ صدر ضیاءؒ

11-4-80 مسئلہ کشمیر سے متعلق ویت نامی وزیر اعظم کے بھارت نواز بیان پر احتجاج کرتے ہوئے پاکستان نے ہنوئی میں اپنا سفارت خانہ بند کر دیا۔

21-7-80 آزاد کشمیر میں پہلی یونیورسٹی قائم کی گئی۔

28-7-80 بھارت کے خلاف سری نگر میں مکمل ہڑتال۔ بھارتی فوج کی فائرنگ سے 4 کشمیری ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔

17-9-80 سابق صدر آزاد کشمیر عبدالحمید خان پر اثاثوں کے آرڈیننس کی خلاف ورزی کی بنا پر جرمانہ عائد کیا گیا۔

16-12-80 پاکستانی خطرے کے پیش نظر ہم نے بھارتی فوج کو چوکس کر دیا ہے۔ اندرا گاندھی

26-12-80 پاکستان شملہ معاہدے کے تحت مسئلہ کشمیر کا حل چاہتا ہے۔ وزیر خارجہ آغا شاہی

4-6-81 آزاد کشمیر فوج کا سابق کمانڈر انچیف میجر جنرل محمد زمان کیانی اسلام آباد میں وفات پا گیا۔

11-6-81 بھارت پاکستان کی خودمختاری کا احترام کرتا رہے گا۔ نرسیما راؤ کا کراچی میں خطاب

22-6-81 آزاد کشمیر کے سابق صدر K.H خورشید کو 7 سال کے لیے سیاست میں حصہ لینے سے نااہل قرار دیا گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلامی زندگی قسط:10

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل طبقہ

مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف

عبدالرحیم روزی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلافات رونما ہوئے، جن کا تعلق عقیدے اور نظریہ، اسلام اور کفر سے ہرگز نہ تھا' بلکہ سیاسی اور اجتہادی قسم کا تھا۔

بادیٔ النظر میں انسان ان نفوس قدسیہ کے فضائل واوصاف اور ان اندوہناک واقعات میں تقابل کرتا ہے تو محوحیرت رہ جاتا ہے کہ افراد انسانی کے اس طبقے نے اسلام کی راہ میں سب سے قیمتی سرمایے، جان و مال اور رشتہ داروں کو تج کیا اور شدید ترین تکالیف برداشت کیں، وہ اپنے سیاسی اختلافات میں صبر و ثبات کا مظاہرہ کیوں نہ کر سکے؟ اس کا سادہ جواب یہ ہے:

{1} اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی مقدر کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو کر ہی رہتا ہے ﴿ وکان أمر اللّٰه قدرا مقدورا ﴾ (الأحزاب:۳۸) حتیٰ کہ اس قسم کی کچھ پیشگوئیاں خود رسالت مآب ﷺ سے بھی ملتی ہیں۔ ایک بار آپ ﷺ نے جناب حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑے مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کرے گا۔'' (بخاری، کتاب الصلح) صلح تبھی ہوگی جب آپس میں تنازعہ ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود بھی پریشان تھے۔ اسی لیے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان فتنوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ اور حصہ لینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک دوسرے کی خوب تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے اور خیر خواہی سے پیش آتے۔ ایک دوسرے کی شہادت پر رحم کی دعا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ﴿إنا للّٰه وإنآ إليه راجعون﴾ پڑھا اور فرمایا: (والله لقد كنتَ كارهاً لهذا) ''اللہ کی قسم: آپ اس (جنگ) کو پسند کرنے والے نہیں تھے۔'' پھر آپ گھوڑے سے اترے اور اس کے ماتھے سے گرد وغبار پونچھتے ہوئے یہی آیت پڑھنے لگے: ﴿ وكان أمر الله قدراً مقدوراً ﴾ (رسالة الثقلين ،ایران عدد ۳۵ ص ۱۲٤) اور حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں برسر عام عقیدت واحترام کے جذبات کا اعتراف کیا اور جنگ میں ایک دوسرے سے حاصل کردہ مال کو غنیمت بنایا نہ قیدیوں کو غلام۔ اور آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی محمد کے ساتھ باعزت مدینہ منورہ بھیج دیا۔ (مشجر الأولياء ص ٦٥) جناب امیر المؤمنین علی امرائے امصار کی طرف بھیجے گئے ایک مکتوب گرامی میں جنگ صفین میں مخالف کے ساتھ پیش آنے والے واقعات بیان کرتے ہوئے اپنے موقف کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''وكان بدؤ أمرنا أنا التقينا والقوم من أهل الشام والظاهر أن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ربنا واحد ونبينا واحد ودعوتنا في الإسلام واحدة ولا نستزيدهم في الإيمان بالله والتصديق برسوله ولا يستزيدوننا ،الأمر واحد إلا ما اختلفنا فيه من دم عثمان ونحن منه براء'' ہمارے معاملے کا آغاز اس طرح ہوا کہ ہم اور اہل شام آپس میں الجھ گئے، یہ چیز بالکل عیاں تھی کہ ہم سب کا رب ایک، نبی ایک اور دعوت ایک تھی۔ ہم ان سے اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہ کی تصدیق میں اضافے کا مطالبہ نہیں کر رہے تھے، نہ وہ ہم سے ایسا مطالبہ کر رہے تھے۔ دونوں کا معاملہ ایک تھا، سوائے اس کے کہ حضرت عثمانؓ کے خون ناحق کے بارے میں ہم میں اختلاف پیدا ہوا، جبکہ ہم ان کے خون سے بریٔ الذمہ ہیں۔[نهج البلاغة ص:٤٤٨]

{2} ایک ہی ماں باپ کے بیٹوں کے خیالات اور اخلاق وسلوک میں بسا اوقات بعد المشرقین ہوتا ہے۔﴿ فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ﴾(الروم: ٣٠) صحابہ کرامؓ بھی آدم زاد ہی تو تھے، کوئی ماورائی مخلوق نہیں تھے کہ اپنے دور اور معاشرے کے ہیجان انگیز واقعات اور نظریات سے اثر انداز نہ ہوں۔ دیکھیے خود بنو ہاشم کے نظریات وخیالات ایک جیسے نہ تھے۔ یہ عباسی ہے تو وہ علوی، آغاز تحریک میں ساتھ تھے مگر کامیابی کے بعد دونوں کے راستے جدا ہو گئے۔ عباسی دور حکومت چند کمزوریوں کو چھوڑ کر اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں عہد ہے۔ مگر مسلمانوں کا ایک طبقہ انہیں غیر شرعی اور ظالم قرار دینے میں ادھار کھائے بیٹھا ہے۔(ماهنامه تدريس القرآن كراچى /مئى ٢٠٠٧)

پھر خود عباسیوں کے اندر اکھاڑ پچھاڑ کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہوا۔ خود جناب عقیلؓ حضرت علیؓ سے روٹھ کر حضرت امیر معاویہؓ کے پاس شام چلے گئے، جہاں انہیں خوب پذیرائی ملی۔ جناب حسنؓ نے اپنے والد محترمؓ کی روش کے برخلاف حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کیا اور مسلک اثنا عشریہ مکتب فکر کے مطابق امام کا عمل حجت ہوتا ہے۔ پھر آپ کے بھائی جناب ابو عبداللہ الحسینؓ نے بھی اپنے بھائی کی مصالحت کو برقرار رکھا۔ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد اہالیان کوفہ کی بے وفائی کے نتیجے میں خود دعوے داران محبت اہل بیت کے ہاتھوں مظلومانہ شہادت کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد باقی ماندہ ائمہ اہل بیت عظامؓ نے اپنی ساری توجہ علوم نبوت کی نشر واشاعت اور اصلاح نفس میں صرف کی اور حصول سلطنت وجہانبانی کے تصور کو خیرباد کہہ دیا۔ یہاں تک کہ امام باقرؒ نے فرمایا: **''جو بھی میرے خاندان کے قائم (امام مہدیؒ) سے پہلے خروج کرے گا' وہ ایسا چوزہ ہوگا جو اڑ گیا ہو اور بچوں کا کھلونا بن گیا ہو۔''** (بحار الأنوار، ضربِ مؤمن دسمبر 2004)

امام زید بن علیؒ نے 121ھ میں اموی خلیفہ ہشام کے خلاف خروج کیا تو امام جعفر صادقؒ نے خروج سے شدید منع کیا۔ اسی طرح جناب محمد نفس زکیہؒ نے 145ھ میں خلیفہ منصور عباسی کے خلاف خروج کیا تو حضرت امام جعفر صادقؒ وغیرہ الگ تھلگ رہے۔ امام حسن عسکریؒ کے ایک بھائی جعفر کو ''الکذاب'' قرار دیا گیا۔ ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید العمریؒ امام زمانؒ کی غیبت صغریٰ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوران آپ اورلوگوں کے درمیان سفیر ددم تھا، تو ان کے ہی بھائی احمد بن محمد اور منصور صلاح جھوٹے سفیر قرار دیے گئے۔(رسالة الثقلين عدد ١٦٦/٣٧)

خود مسئلہ امامت جیسے اہم موضوع پر اختلاف آج تک موجود ہے کہ آیا یہ متبرک دروازہ قیامت تک کھلا ہے یا بند ہو چکا ہے؟ اثناعشریہ کے نزدیک یہ سلسلہ امام جعفر صادقؒ کے بیٹے امام موسی الکاظمؒ کی اولاد میں جا کر امام حسن عسکریؒ کے بیٹے امام مہدی تک پہنچ کر ختم ہو چکا ہے اور وہ آج تک زندہ ہے۔ ایک خیال کے مطابق سر من رأی کے غار میں چھپا ہوا ہے، جبکہ ایک اور رائے کے مطابق لوگوں میں گھل مل کے رہتا ہے۔ باقاعدہ حج کے لیے آتا ہے، دوسروں کو دیکھتا ہے، دوسرے اسے نہیں دیکھ پاتے اور روئے زمین پر خدم وحشم کے ساتھ گھومتا پھرتا ہے، مگر کسی کو پہچان نہیں ہوتی۔(ماهنامه پیام زینب 56، ص: 26 ماه ستمبر 2006بحواله اصول کافی کتاب الحجة باب في الغيبة، کشف الغمة 283/3)

جبکہ اسماعیلیہ کا خیال ہے کہ امامت امام جعفر صادقؒ کے دوسرے بیٹے اسماعیلؒ کی اولاد میں منتقل ہوئی ہے۔ اسماعیلی چھ اماموں کے بعد زندہ اور حاضر امام کے قائل ہیں۔(رسالة الثقلين عدد ٣٧ ص ٩٢) جبکہ زیدیہ منصب کا حقدار امام زیدؒ بن زین العابدینؒ کو قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں کے نزدیک کوئی غیر فاطمی بھی امام بن سکتا ہے۔ یہی کچھ داستان الم خوارج کے ساتھ بھی بیتی۔ نوربخشیہ روش ہمدانیہ بھی بارہ ائمہ کے قائل نہیں، بلکہ سلسلة الذهب امام علی رضاؒ کے بعد ان کے شاگرد معروف کرخیؒ کی طرف منتقل ہوتا ہے، جو ایک پابند سنت ہستی تھے۔[مشجر الأولياء]

پیالہ وساغر جیسی فکر رکھنے والی امامیہ پارٹی سے مرور زمانہ کے ساتھ متضاد خیالات کی حامل پارٹیاں منصۂ شہود پر آئیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہر امام کے دور میں بہت سے فرقے وجود میں آئے، جو ایک دوسرے کے امام کی امامت سے انکاری تھے۔ اس کے عشر عشیر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف نہیں تھا۔[فرق الشيعة للنوبختي ص: 113، الملل والنحل للشهرستاني، الأرشاد للأربلي ص:285، أعلام الورىٰ ص: 367، المعارف لابن قتيبة]

جب ہم انسانی معاشرے میں رونما ہونے والے اختلافات کو دیکھتے ہیں تو صحابہ کرام ﷺ کے مابین پیش آمدہ اختلافات کو سمجھنے میں دقت نہیں لگتی۔ اس وقت حالات ہی ایسے ہو چکے تھے کہ ایک عام فرد کے لیے فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ کون مکمل طور پر حق بجانب ہے اور کون اس سے دور؟ لہٰذا اس وقت کے معروضی حالات کا جائزہ آج کے تناظر میں لینا کسی طور قرین انصاف نہیں۔ خصوصا بعض تاریخی حکایات وواقعات باہم متعارض بھی ہیں اور واقعات کے نقل میں ناقلین کے فہم وذکاوت اور حفظ وصلاحیت سے کہیں بڑھ کر سیاسی وابستگیوں اور ذاتی رجحانات وغیرہ عوامل ومحرکات کا دخل رہا ہے۔

حضرت ابووائلؒ کہتے ہیں: جب حضرت سہل بن سعد ﷺ جنگ صفین سے لوٹے تو ہم خبر پوچھنے گئے...... انہوں نے کہا: (وما

© rasailojaraid.com